Alsera.TI

قسم کے شرمناک، نازیبا اور بے ہودہ الفاظ استعمال کئے ہیں جنہیں نقل کرنا بھی کفر کے مترادف ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر غیر مسلم حلقوں نے تعدد ازواج کے حوالہ سے بے شمار اعتراضات کئے ہیں۔ لیکن رشدی تمام معترضین اور ناقدین کا پیشوا نظر آتا ہے۔ رشدی نے تنقید نہیں کی، بلکہ انتہائی بدتمیزی، دریدہ دہنی، واہیات طریقوں اور فحش الفاظ میں شانِ رسالتمآب ﷺ میں گستاخی کی ہے۔

مسئلہ تعددِ ازواج پر ایک نظر

قبل اس کے کہ نبی اکرم ﷺ کی متعدد شادیوں کے حقائق اسباب اور وجوہات کو بیان کرکے اعتراضات وشبہات کا ازالہ کیا جائے۔ مسئلہ تعدد ازواج کا تاریخی اور علمی مطالعہ ضروری ہے۔ تعدد ازواج کا مسئلہ دینِ اسلام کا پیدا کردہ نہیں، نہ ہی رسالت مآب ﷺ نے (معترض حلقوں کے بقول) تعدد ازواج کا راستہ کھول کر دینِ اسلام کی اشاعت اور جنسیت کو فروغ دیا۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

مذاہبِ عالم اور تعددِ ازواج

مختلف مذاہب اور اقوام کی مذہبی، قانونی اور تاریخی سند اس امر کی بین دلیل ہے کہ تعدد ازواج کی رسم اسلام سے قبل بھی مختلف مذاہب اور اقوام میں رائج تھی۔ چنانچہ معروف فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان اپنی تصنیف (Civilization De Arabs) میں "تعدد ازواج" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "مؤرخین یورپ کی نظروں میں تعدد ازواج گویا عمارت اسلامی کی بنیاد کا پتھر اور اشاعت دینِ اسلام کا بڑا سبب ہے۔"

مزید لکھتے ہیں:

> "تعدد ازواج کی رسم اسلام سے بالکل الگ ہے۔ کیونکہ یہ قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل اقوام مشرقی، یہود، ایرانی، عربوں وغیرہ میں موجود تھی، اور جن اقوام نے مذہب اسلام قبول کیا انہیں خاص اس مسئلہ میں کوئی فائدہ نہیں ہوا"۔(٩)

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق مشہور ماہر انسانیات جارج مرڈاک (Murdock) کی رپورٹ ١٩٤٩ء کے مطابق دنیا کی ٥٥٤ قوموں میں سے ٤١٥ میں تعدد ازواج کا رواج پایا جاتا

ہے۔(۱۰) جارج مرڈاک ہی کی ایک اور رپورٹ کے مطابق ۲۵۰ کلچروں یا معاشروں میں سے ۱۹۳ میں تعددِ ازواج (Polygamy) کا رواج پایا گیا ہے۔(۱۱)

مذاہب عالم کی تاریخ اور ذخیرۂ کتب اس حقیقت پر شاہد عدل ہیں کہ تعددِ ازواج تمام مذاہب میں خواہ وہ الہامی ہوں یا غیر الہامی، ہمیشہ رائج اور جائز رہا ہے۔ اسے صرف اسلام یا پیغمبر اسلام کی طرف منسوب کرکے دین اسلام اور پیغمبر اسلام کے دامن عفت و عصمت کو ہدف تنقید بنانا واقعیت کی تکذیب ہے۔

غیر الہامی مذاہب اور تعددِ ازواج

غیر الہامی مذاہب میں سب سے زیادہ معروف اور قابل ذکر حیثیت کا حامل ''ہندومت'' ہے، اس مذہب کا ذخیرہ کتب اور تاریخ اس حقیقت کا اعتراف کرتی نظر آتی ہے کہ تعددِ ازواج ''ہندومت'' میں ہمیشہ رائج رہی ہے۔ ہندو دھرم میں زمانہ قدیم سے نہ صرف اس کی اجازت رہی ہے بلکہ آج بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں میں اس کا رواج زیادہ ہے۔ "The Position of Women in Hindu Civilization" کے مصنف ڈاکٹر الٹیکر (Dr. A.S. Altekar) اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> ''ویدک لٹریچر میں تعدد ازواج (Poly Gamy) کے حوالے قطعی طور پر زیادہ ہیں، (۱۲)

ذیل میں ہندومت کی قابل احترام مذہبی و تاریخی شخصیات کی فہرست دی جاتی ہے، جس سے ہندومت میں تعدد ازواج کی اجازت اور عملاً رواج کا پتہ چلتا ہے''۔

ہندو دھرم کے پیرو ''رام چندر جی'' کو اپنا بھگوان تسلیم کرتے ہیں، چنانچہ ان کے والد راجہ دسرتھ کی متعدد بیویاں تھیں۔ جن کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) ...... پٹ رانی کوشلیا ...... والدہ رام چندر جی۔
(۲) ...... رانی سمترا ...... والدہ لچھمن جی۔
(۳) ...... رانی کیکئی ...... والدہ بھرت جی۔

سری کرشن جی کی جو اوتاروں میں سولہ کلاں سپورن تھے سینکڑوں بیویاں تھیں۔

راجا پانڈو مشہور پانڈوں کا جدِاعلیٰ ہے اس کی دو بیویاں تھیں۔

(۱)...... کنتی ......والدہ یدبشٹر وبھیم سین وارجن۔

(۲)......مادری ......والدہ نکل وسہدیو۔

راجا شنتن کی دو بیویاں تھیں۔

(۱)...... گنگا ......والدہ بھیکم۔

(۲)...... سیتہ وتی ......والدہ چترا نگد و دیگر۔

بچیتر اویرج کی دو بیویاں اور ایک لونڈی تھی۔

(۱)...... امبکا ......والدہ دھرتراشٹر۔ پسر بیاس جی۔

(۲)...... امبالکا ......والدہ پانڈو پسر بیاس جی۔

(۳)......لونڈی ......والدہ بدر۔ بن بیاس جی۔(۱۳)

علاوہ ازیں پدر منو کی دس بیویاں مانی جاتی ہیں، جبکہ آنجہانی برہمن کے راجہ ہریش چندرا کی سو بیویاں تھیں۔(۱۴)

ڈاکٹر الٹی کرنے سنسکرت کے مستند حوالوں سے لکھا ہے کہ مؤخر ویدک لٹریچر میں متعدد شہادتیں ملتی ہیں کہ تعدد ازواج کا رواج معاشرے کے بعض طبقات میں پوری طرح سرایت کئے ہوئے تھا۔(۱۵)

معروف مسلمان مؤرخ اور جغرافیہ داں ابوریحان البیرونی جنہوں نے کئی سالوں تک ہندوستان میں مقیم رہ کر سنسکرت زبان سیکھی اور یہاں کے علوم وفنون اور رسم ورواج کا مشاہدہ کرکے ہندی تہذیب وثقافت پر مستند ترین کتاب ''تحقیق ماللھند'' نامی تصنیف کی موصوف مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں:

''اہل ہند میں سے بعض کی نظر میں طبقاتی اعتبار سے متعدد عورتیں ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ برہمن کے لئے چار، چھتری (کشتر) کے لئے تین، دیش کے لئے دو اور شودر کے لئے ایک بیوی ہوگی۔''(۱۶)

جدید ہندو معاشرے میں تعدد ازواج کے اعداد وشمار مولانا محمد شہاب الدین ندوی کی کتاب ''تعدد ازواج پر ایک نظر''(۱۷) میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

یہ تو غیر الہامی مذہب ہندومت میں تعدد ازواج کا تاریخی اور علمی مطالعہ تھا۔ غیر الہامی مذاہب میں قابلِ ذکر حیثیت کا حامل ہندومت ہی ایسا مذہب ہے جس کے پیرو آج بھی بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

الہامی مذاہب اور تعددِ ازواج

الہامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں تعدد ازواج کے جواز کے قائل ہیں اور تینوں مذاہب کی دینی و مذہبی تاریخ تعدد ازواج کے جواز پر عامل نظر آتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام و مرتبہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں مذاہب میں مسلّم اور قابلِ احترام ہے، مذکورہ تینوں مذاہب سماوی آپ کو اپنا روحانی پیشوا اور ابوالانبیاء مانتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج حضرت سیدہ ہاجرہ اور سیدہ سارہ پر تینوں مذاہب متفق ہیں۔

تینوں مذاہب کا سلسلہ آپ ہی پر منتہی ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ معروف ہیں۔ حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق پیدا ہوئے، جن سے بنی اسرائیل کی نسل چلی اور دوسری بیوی حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی، جو عربوں کے جدِ امجد ہیں۔

(۱)۔ سیدہ ہاجرہ، والدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام۔ (۱۸)

(۲)۔ سیدہ سارہ والدہ اسحاق علیہ السلام (۱۹)

(۳)۔ قتورہ خاتون والدہ زمران (۲۰)

یوروپین مصنف ویسٹر مارک (Wester Marck) لکھتا ہے:

> ''بہت سے مواقع پر لوتھر نے کثرت ازواج کی بابت کافی نرم رویہ اپنایا، خدا نے اس سے منع نہیں کیا، یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ کی جو ایک کامل انسان تھے دو بیویاں تھیں، خدا نے عہد نامہ قدیم کے بعض لوگوں کو خاص حالات میں ایسی شادیوں کی اجازت دے رکھی تھی۔ (۲۱)

یہودیت اور تعددِ ازواج

یہودی مصنف ابراہیم لیون "تاریخ یہود" میں لکھتا ہے کہ تعدد ازواج کی کوئی قانونی ممانعت نہ تھی، یہاں تک کہ قرون وسطیٰ میں "Rabbi Gershom" نے فتویٰ جاری کیا جس کے مطابق ایک شخص اتنی بیویاں رکھ سکتا تھا جتنی کہ اس کے بس میں ہوتیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ "Gideon" کی ستر بیویاں تھیں، اور ہم داؤد کی بیویوں میں کم ازکم سات کے نام جانتے ہیں۔ یہودی تاریخ میں سب سے بڑا حرم غالباً سلیمان ہی کا تھا۔(۲۲)

ہارپر (Horper`s) کی بائبل ڈکشنری میں لکھا ہے کہ:

"عہد نامۂ قدیم کے زمانہ میں تعدد ازواج کی اجازت تھی اور توریتی قانون نے بھی اس کی ممانعت نہیں کی۔ داشتاؤں، کنیزوں اور دوسری بیویوں کی کثرت ایک معمول تھا، حضرت ابراہیمؑ، یعقوبؑ اور یوسفؑ ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ بادشاہوں کی بہت سی بیویاں ہوتیں، جیسے داؤد اور سلیمان نے سیاسی اتحادوں کے لئے کیں۔ (۲۳)

بنی اسرائیل کے انبیاء تعدد ازواج کے جواز پر عملاً عامل رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چار بیویاں تھیں۔

۱۔ صفورہ خاتون۔(۲۴) ۲۔ حشیر، ۳۔ قینی۔(۲۵)، ۴۔ حباب۔(۲۶)

علاوہ ازیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے لاتعداد بیویوں کے جواز کا پتہ ذیل کے حوالہ جات سے ملتا ہے:

"جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنوں پر خروج کرے اور خداوند تیرا خدا ان کو تیرے ہاتھوں سے گرفتار کرے اور تو انہیں اسیر کر لائے اور ان اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی چاہے کہ تو اسے اپنی جورو بنائے تو تو اسے اپنے گھر میں لا اس کا سر منڈا اور ناخن کٹوا، تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے گھر میں رہے۔ اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے بعد اس کے ساتھ تو خلوت کر اور اس کا خصم بن اور وہ تیری جورو بنے۔(۲۷)

عیسائیت اور تعددِ ازواج

انجیل کے زمانۂ نزول میں تعدد ازواج رکثیر ازدواجی قبول عام کا درجہ رکھتی تھی، اور اس کا عام رواج تھا۔ اور اسے مذہبی معاشرتی اور اخلاقی طور پر نہ صرف تسلیم کیا جاتا تھا بلکہ اس پر کسی قسم کی تنقید یا اعتراض وارد نہ ہوتا تھا۔ اسی بناء پر انجیل میں اس موضوع سے بحث نہیں کی گئی۔ کیونکہ یہ اس وقت امر واقعہ تھا اور اسے بالکل درست اور فطری سمجھا جاتا تھا۔ انجیل نے نہ اسے ممنوع قرار دیا اور نہ اسے ضابطہ بند کیا اور نہ اس پر کوئی پابندی عائد کی گئی۔

عیسائیت میں اس امر کی گواہی ملتی ہے کہ دس کنواریاں اپنے ہونے والے دولہا سے ملنے کے لئے گئیں اور بائبل کی بہت سی تفاسیر میں ہونے والے دولہا سے مراد یسوع مسیح ہی لئے گئے ہیں۔ جبکہ انجیل متی باب ۲۵ کے مطابق حضرت مسیح نے اپنی آمد کی خبر میں دس کنواریوں کا ذکر کیا ہے کہ پانچ نے دولہا کے ساتھ شادی کی۔ گھر میں گئیں، اور پانچ جو پیچھے رہ گئی تھیں، ان کے لئے دروازہ نہ کھولا گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کبھی اس تمثیلی بیان کو زبان پر نہ لاتے اگر ان کے نزدیک ایک سے زیادہ بیوی کا ہونا پسندیدہ نہ تھا۔

عیسائیت کے بعد کئی سو برس تک کلیسا کی کسی مجلس نے تعدد ازواج کی مخالفت نہیں کی اور کئی عیسائی امرا اور سلاطین نے ایک سے زیادہ بیویاں رکھیں۔ لیکن کلیسا نے کبھی اس پر اعتراض نہیں کیا، چنانچہ شارلیمن نے دو عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنے کے علاوہ کئی ایک داشتہ عورتیں رکھ چھوڑی تھیں۔

یوروپین مصنف ویسٹر مارک (Wester Marck) کے مطابق بعض عیسائی فرقے تعدد ازواج کی بڑی شدت سے وکالت کرتے رہے ہیں۔ ۱۵۳۱ء میں عیسائیوں کے ایک فرقہ نے اس بات کی تبلیغ کی کہ جو سچا عیسائی بننا چاہتا ہے، اس کی بہت سی بیویاں ہونی چاہئیں، ایک دوسرے فرقے میں معاشی حالات کی اجازت دینے کی صورت میں کثرت ازواج فرض تھی، تاکہ آخرت اور دنیا میں بھلائی پاسکے۔ (۲۸)

انبیائے سابقین اور تعددِ ازواج

انبیائے سابقین کی عظمت و تقدس پر تینوں آسمانی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام متفق ہیں۔ ان کی سوانحی تاریخ تعدد ازواج کے جواز اور اس پر عامل رہنے کی گواہ ہے۔ اور تعدد ازواج کے عدم

جواز پر کسی پیغمبر یا نبی کی جانب سے اس کی ممانعت یا عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں ملتی ۔انبیائے سابقین میں معروف انبیاء تعدد ازواج پر عامل رہے ۔چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوانحی تاریخ تعدد ازواج پر عامل رہنے کی بین دلیل ہے ۔جیسا کہاو پر ذکر کیا جا چکا ہے ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی مندرجہ ذیل بیویوں کا پتہ چلتا ہے:

(۱) ۔ لیاہ والدہ روبن، شمعون، لاوی، یہودہ، آشکار، ربلون ۔(۲۹)

(۲)۔ زلفہ والدہ جد، آشر، (۳۰)

(۳) ۔ راقل والدہ یوسف علیہ السلام و بن یامین (۳۱)

(۴) ۔ بلہہ والدہ دان و نفتال (۳۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی متعدد بیویوں کے نام ملتے ہیں ۔(۳۳)

علاوہ ازیں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تعدد ازواج کے جواز کا پتہ چلتا ہے ۔(۳۴)

حضرت داؤد علیہ السلام کی درج ذیل بیویاں تھیں ۔

(۱) ......اخنوعم، والدہ امنون، (۳۵)

(۲) ......ابی جیلی والدہ کلیاب،

(۳) ......میکل بنت سارہ شاہ اسرائیل، (۳۶)

(۴) ......معکہ بنت تلمی شاہ جسور، والدہ اسلوم ۔(۳۷)

(۵) ......حجیت ۔والدہ ابی سلوم وادونیاہ،

(۶) ......ابیطال والدہ سقطیاہ ۔

(۷) ......عجلاہ والدہ تیرعام ۔

(۸) ...... بنت سبع دختر ابیعام ۔والدہ سلیمان علیہ السلام (۳۸)

(۹) ......ابی شاگ، (۳۹)

(۱۰) ......دس حرمیں ۔(۴۰) علاوہ ازیں دیگر حرمیں و جورو ئیں ۔(۴۱)

انبیائے سابقین میں تعدد ازواج کے حوالے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیگر تمام انبیاء پر سبقت حاصل تھی، (۴۲) آپ کی سات سو بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں ۔جبکہ آپ کے بڑے بیٹے رحعام کی ۱۸ بیویاں اور ۶۰ حرمیں تھیں ۔(۴۲)

نتیجہ بحث

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ انبیاء و مرسلین سابقین تعدد ازواج کے جواز کے قائل اور اس پر عمل پیرا تھے۔ تینوں الہامی مذاہب یعنی یہودیت، عیسائیت اور اسلام مذکورہ تمام انبیاء کی عفت و عصمت اور عظمت و تقدس کے قائل ہیں اور ان کی شان میں گستاخی اور کسی قسم کا اہانت آمیز کلمہ ناجائز اور ناقابل برداشت تصور کرتے ہیں۔ اب اگر مذکورہ انبیائے سابقین کی تعدد ازواج عفت و عصمت، پاکدامنی اور پرہیزگاری کا ذریعہ تھیں تو نبی عفت و عصمت، پیغمبر رحمت، صاحب خلق عظیما کی تعدد ازواج پر غیر مسلم حلقوں بالخصوص عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے کیا جواز ہے کہ وہ آپ ﷺ کے دامن عفت و عصمت کو داغدار قرار دینے کی کوشش کریں، اگر وہ انبیائے سابقین کا عمل باوجود تعدد ازواج کے جائز اور عفت و عصمت پر مبنی قرار دیتے ہیں تو رسالت مآب اتو گروہ انبیاء کے سردار و امام ہیں، اگر ان کا عمل تعدد ازواج ہدف تنقید قرار نہیں پاتا تو نبی صادق و امین ختم المرسلین اکی حیات طیبہ اور دامن مقدس کو کیوں داغدار کیا جاتا ہے یہ ضد اور ہٹ دھرمی سراسر مبنی بر ناانصافی ہے۔ اگر تعدد ازواج شہوت پرستی اور جنسی جنونیت کا نام ہے تو نعوذباللہ صرف پیغمبر اسلام ﷺ شہوت پرست اور جنسی جنونی قرار نہیں پائیں گے، بلکہ تمام انبیائے سابقین تعدد ازواج پر عامل رہے اور الہامی و غیر الہامی مذاہب جن کی مذہبی کتب تعدد ازواج کے جواز و استحسان کے دلائل و براہین فراہم کرتی ہیں، وہ سب انبیاء اور مذاہب کے بانی شہوت پرست جنسی جنونی اور شہوت و جنسیت کے علمبردار تصور کئے جائیں گے۔ (نعوذباللہ)

پیغمبر اسلام اور تعدد ازواج

نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد شادیاں (تعدد ازواج) امت مسلمہ کے لئے جو آپ ﷺ کی عفت و عصمت، زہد پرور زندگی اور حیات طیبہ کے ہر دور سے واقفیت رکھتے ہیں وہ آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اس امر کے معترف ہیں کہ آپ ﷺ کی شادیاں پیغمبرانہ زندگی کا حصہ تھیں۔ جس میں لذات نفسانی کا شائبہ تک نہ تھا۔

لیکن غیر مسلم حلقوں کے لئے رسالت مآب اکی شادیاں قابل بحث قرار پاتی ہیں۔ غیر مسلم معترضین، مستشرقین نبی اکرم ﷺ کی شادیوں کے حقائق و اسباب کو مسخ کر کے آپ ﷺ کی سیرت و کردار

کو تعدد ازواج (Poly Gamy) کے حوالے سے ہدف تنقید بناتے ہوئے آپ کی حیاتِ طیبہ پر شہوت پرستی اور لذاتِ نفسانی کے شرمناک بے بنیاد الزامات عائد کرتے ہیں۔

حقائق:

ذیل میں ہم نبی اکرم ﷺ کی تعدد ازواج کے حقائق پیش کرتے ہیں۔ جن سے قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ آپ ﷺ کی ایک سے زائد شادیاں کن وجوہات کے تحت عمل میں آئیں۔

﴿۱﴾ آپ ﷺ عرب کے اس گرم خطہ زمین سے تعلق رکھتے تھے، جہاں فطری خواہشات انسان پر غالب ہوتی ہیں۔ جہاں لوگ کم عمری میں جسمانی پختگی کو پہنچ جاتے ہیں اور جہاں خواہشات جسمانی کی آزادانہ تسکین ہر طبقے کے لوگوں میں عام تھی، اس کے باوجود محمد ﷺ نے پچیس برس کی عمر تک جب آپ ﷺ نے پہلی شادی کی کسی عورت کو ہاتھ تک نہ لگایا، سارے عرب میں آپ ﷺ بلند کردار اور اعلیٰ اخلاق کی بناء پر ''الامین'' کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ جس سے آپ ﷺ کی اخلاقی زندگی کا اعلیٰ معیار واضح ہوتا ہے۔

﴿۲﴾ آپ کی پہلی شادی اتنی غیر معمولی تاخیر سے حضرت خدیجہؓ سے ہوئی جو دو بار بیوہ ہونے والی نسبتاً ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں، جبکہ عمر میں بھی آپ ﷺ سے پندرہ برس بڑی تھیں۔ شادی کا پیغام بھی خود حضرت خدیجہؓ نے دیا اور آپ نے ان کی پیشکش کو باوجود عمر کے اس واضح فرق اور دو بار بیوہ ہونے کے قبول کر لیا۔ اس وقت اگر آپ چاہتے تو آپ کو ان سے کہیں زیادہ حسین و جمیل اور نو عمر لڑکیاں شادی کے لئے مل جاتیں۔

﴿۳﴾ جس مقدس ہستی نے ۲۵ سے ۵۰ سال تک عین شباب کا عرصہ ایک ایسی خاتون کے ساتھ بسر کیا ہو جو عمر میں آپ سے ۱۵ سال بڑی اور آپ سے قبل دو شوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن چکی ہو اور پھر اس ربع صدی کے زمانے میں حضور اکرم ﷺ کی دل بستگی و محبت میں ذرا کمی نہ آئی ہو، بلکہ ان کے وفات پا جانے کے بعد بھی ہمیشہ ان کی یاد کو تازہ رکھا ہو، کیا اس مقدس ہستی کی نسبت کسی کے دل میں گمان بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ ان کی شادی کی وجہ وہی تھی جو عام طور پر پرستاران حسن کی شادیوں میں پائی جاتی ہے۔

انہی سے آپ ﷺ کی تمام اولادیں ہوئیں، سوائے ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم کے، وہ آپ ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کرتی رہیں، حتیٰ کہ ان کی عمر ۶۵ سال سے متجاوز ہوگئی، ان کی زندگی میں نہ آپ ﷺ نے کوئی شادی کی اور نہ اپنی ان بیوی کے سوا کسی اور سے تعلق رکھا۔

رسوائے زمانہ آریہ سماج لیڈر راج پال جس نے پیغمبر اسلام اسے عصبیت اور جنون نوازی کے اظہار کے لئے بدنام زمانہ کتاب لکھی۔ جس کا نام نقل کرنا بھی کلمہ کفر ہے۔ اپنی زہر افشانیوں اور فتنہ انگیزیوں کے باوجود حضور ﷺ کی عائلی زندگی کے بارے میں اس اعتراف سے باز نہ رہ سکا:

> ''محمد ﷺ کا پہلا نکاح پچیس سال کی عمر میں ہوا، یہاں تو آریہ سماجیوں کو ماننا پڑے گا کہ محمد ﷺ نے شاستر کے مطابق زندگی کا پہلا حصہ مجرد رہ کر گزارا وہ برہم چاری تھے اور ان کا حق تھا کہ شادی کریں، معیارِ خانہ داری کے پچیس برس وہ ایک ہی بیوی پر قانع رہے اور وہ بھی دو خاوندوں کی بیوہ جو نکاح کے وقت چالیس برس اور انتقال کے وقت پینسٹھ برس کی تھیں۔ اس بوڑھی عورت سے اس جوان مرد نے نباہ کی، یہ بات محمد ﷺ کی پاکیزہ زندگی پر دلالت کرتی ہے۔(۴۴)

معروف یورپین دانشور جان ڈیون پورٹ (John Daven Port) میں اعتراف حقیقت کے طور پر لکھتا ہے:

> ''کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بی بی خدیجہؓ کی وفات کے بعد گیارہ یا بارہ نکاح کئے۔ اس بناء پر بعض مخالف مؤرخ آپ ﷺ پر بہت اعتراض کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے اس فعل کو شہوت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) مگر علاوہ اس بات کے کہ اہل عرب اور مشرقی لوگ آنحضرت ا کے عہد میں ایک سے زیادہ نکاح کیا کرتے تھے اور ان کا یہ فعل قبیح خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آپ ﷺ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک ایک ہی بیوی پر قانع رہے ...... اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص شہوت پرست ہو اور ایسے ملک کا باشندہ ہو جہاں ایک سے زیادہ نکاح کرنے جائز ہوں اور وہ شخص پچاس برس کی عمر تک صرف ایک ہی بیوی پر قانع رہے۔(۴۵)

﴿۴﴾ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے سانحۂ ارتحال کے وقت جبکہ ان کی عمر ۶۵ برس اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۵۰ برس تھی، ان کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کچھ عرصہ تجرد کی زندگی گزارتے رہے، تب اُمّ المؤمنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں، جو اپنے شوہر سکران بن عمرو کے ساتھ ہجرت حبشہ ثانیہ سن ۵ نبوی میں (جو کہ مشرکین مکہ کی طرف سے صحابۂ کرامؓ کے لئے ایذاءرسانی کا دور تھا) کر گئی تھیں۔ حبشہ سے وطن واپسی کے موقع پر ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا۔ اب انہیں پناہ اور تحفظ درکار تھا ان کے لئے فطری راہ یہی تھی کہ وہ خود نبی اکرم ﷺ کی پناہ میں آجائیں، نبی اکرم ﷺ نے ان سے نکاح کر کے انہیں تحفظ اور پناہ فراہم کی۔ وہ نہ تو نوعمر تھیں اور نہ ظاہری حسن و جمال کی مالک، ایک عام بیوہ عورت تھیں۔ اسی سال نبی اکرم ﷺ نے اپنے رفیق خاص حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لئے پیغام نکاح بھیجا۔ ان دونوں شادیوں کے پس پردہ کارفرما محرکات کا کوئی تعلق شہوت اور جسمانی کشش سے ہرگز نہیں تھا۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے پانچ برس ان کے ساتھ گزارے، اب آپ ﷺ کی عمر مبارک ۵۵ برس ہو گئی اور کوئی نکاح اس مدت میں آپ ﷺ نے نہ کیا۔

﴿۵﴾ پچپن سال سے انسٹھ سال کی عمر تک آپ ﷺ نے آٹھ شادیاں کیں، جبکہ حیات طیبہ کے آخری چار سالوں میں آپ ﷺ نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا، آپ ﷺ کی بیشتر شادیاں ان پانچ سالوں میں ہوئیں۔ جو کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری اور اسلام کی تاریخ کا اہم ترین دور تھا۔ یہ آپ ﷺ کے پیغمبرانہ مشن کا مشکل ترین اور آزمائشی دور تھا۔ دوسری طرف آپ ﷺ غزوات میں صحابۂ کرامؓ کی قیادت فرمارہے تھے، یہی وہ وقت تھا جبکہ اسلامی قانون سازی جاری تھی، اور اسلامی معاشرے کی بنیادیں رکھی جارہی تھیں، آپ ﷺ نے بیشتر نکاح اسی مخصوص دور میں کئے۔

ان حالات میں آپ ﷺ کی شادیوں کی تعبیر محض شہوانی جذبات اور جسمانی کشش کی اصطلاحات کے تحت کرنا واقعیت کی تکذیب ہے۔

پیغمبر اسلام ا کے غیر مسلم سیرت نگار جان بیگٹ (المعروف جنرل گلپ پاشا) (John Bagot) اپنی کتاب "The Life And Times Of Muhammad" میں خاتم الانبیا ﷺ کی ۵۵ سے ۵۹ سال تک کے عرصے میں کی گئیں شادیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ ﷺ نے اس وقت اپنی ازواج میں اضافہ کیا جبکہ آپ ﷺ کی عمر ۵۵ برس تھی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ سوائے بی بی عائشہؓ کے آپ ﷺ کی تمام بیویاں بیوہ (یا مطلقہ) تھیں۔ اور ان میں سے بھی کئی ایک ادھیڑ عمر اور حسن سے عاری تھیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضور کو نرینہ اولاد کی خواہش تھی۔ اس لئے آپ ﷺ ایک کے بعد دوسری شادی کرتے رہے۔ اگر لوگوں کا یہ خیال صحیح تھا تو حضور ﷺ بجائے ادھیڑ عمر کی عورتوں سے شادی کرنے کے نوجوان لڑکیوں سے شادی کرتے تاکہ اولادِ نرینہ کی تکمیل بہتر طریقے پر ہوسکتی، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ شادیاں سیاسی مصلحت کی بناء پر کیں، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا منشاء ان عورتوں اور بچوں کی سرپرستی کرنا تھا، جن کے خاوند جنگوں میں مارے گئے''۔

موصوف مزید لکھتے ہیں:

''یہاں ایک بات قابل توجہ ہے کہ حضور ﷺ جب جوان تھے، بی بی خدیجہؓ کے بطن سے آپ ﷺ کے چھ بچے پیدا ہوئے، یہاں بارہ بیویوں سے ایک بھی بچہ پیدا نہیں ہوا، صرف مصری لڑکی ماریہ کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوا، حضور ﷺ کی بیویوں میں اکثریت اگرچہ جوان نہیں تھیں پھر بھی تولید کے قابل تھیں، مدینہ میں حضور ﷺ کو اتنا وقت بھی نہیں ملتا تھا کہ آپ ﷺ زندگی کے اس پہلو پر زیادہ توجہ دیتے۔ یوں بھی جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچاس برس سے تجاوز کرگئی تھی آپ ﷺ ذہنی اور جسمانی طور پر اپنے آپ کو امت کے لئے وقف کرچکے تھے۔ جہاں انسان وقت کی اہم ترین گتھیوں کو سلجھا رہا ہو اور مختلف قسم کے نازک حالات میں گھرا ہوا ہو، وہاں جنسی خواہشات کی تکمیل جو بچوں کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، جان بوجھ کر ادھوری چھوڑ دی جاتی ہے اور یہ امت کے لئے ایک قسم کی قربانی ہے''۔

مزید لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کا انتقال ۶۳ سال کی عمر میں ہوا، وفات کے وقت حضور ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں، ان بیویوں کی تعداد کو دیکھ کر آپ ﷺ پر نفس پرستی کا الزام لگانا سراسر زیادتی ہے۔ (۴۶)

﴿۶﴾ آپ ﷺ کی حیات طیبہ جس سادگی اور تنگی میں بسر ہوتی تھی وہ نعوذ باللہ کسی تعیش پسند اور شہوت پرست انسان کی زندگی نہیں ہو سکتی، ام المومنین حضرت عائشہؓ کے بیان کے مطابق جب رسالت مآب نے وفات پائی تو تھوڑے سے جو کے سوا گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا"۔

چنانچہ دشمن بھی اس امر کے معترف نظر آتے ہیں۔ لین پول "Life of Muhammad" (Lane Poole) میں لکھتے ہیں! یہ کہنا کہ محمد ﷺ بندہ ہوس تھے، غلط ہے، ان کی روزمرہ کی زندگی، ان کا تخت، بوریا جس پر وہ سوتے تھے، ان کی معمولی غذا، کمتر سے کمتر کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دینا ظاہر کرتا ہے کہ وہ نفسانی خواہشات سے بلند و بالا تھے۔ (۴۷)

یورپ کا مشہور دانشور تھامس کارلائل (Thomas Carlyle) اعتراف حقیقت کے طور پر کہتا ہے:

> "محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیش و عشرت اور شہوانیت کے دلدادہ نہ تھے۔ یہ وہ الزام ہے جو آپ ﷺ پر ان ناعاقبت اندیش افراد نے لگایا جن کے ضمیر تاریک ہو چکے تھے۔ یہ بہت بڑی گمراہی ہوگی کہ اس شخص کو ایک بندہ ہوس تصور کیا جائے۔ آپ ﷺ کا گھریلو ساز و سامان معمولی اور خوراک بہت سادہ اور عام قسم کی تھی، بعض اوقات ایسا بھی رہا کہ مہینوں آپ ﷺ کے گھر میں چولہا روشن نہ ہو سکا، وہ جو آپ ﷺ کے جاں نثار اور پیروکار تھے۔ آپ ﷺ کو سچے دل سے خدا کا نبی تسلیم کرتے تھے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کی زندگی ان کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح تھی۔ کوئی راز اور اسرار آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ وابستہ نہیں تھا۔ (۴۸)

﴿۷﴾ وہ ازواج مطہراتؓ جنہیں آپ ﷺ نے نکاح میں قبول فرمایا، سوائے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سب ہی بیوائیں یا مطلقہ تھیں، ان بیواؤں میں سے کوئی بھی کسی خاص دلکشی یا حسن صورت کی حامل نہ تھیں، ان میں سے بعض عمر میں بڑی تھیں اور بیشتر نے آپ ﷺ کو پیغام نکاح دیا۔

یہ ہے نبی اکرم ﷺ کی تعدد ازواج / (متعدد شادیوں) کا عمومی پس منظر اس سے کبھی یہ تاثر قائم نہیں ہو سکتا کہ یہ شادیاں جسمانی ضروریات کی آسودگی کی غرض سے یا حیاتیاتی تقاضوں کے تحت عمل میں آئی تھیں۔ یہ بات ناقابل فہم ہے کہ آپ ﷺ نے بیویوں کی اتنی بڑی تعداد ذاتی اغراض اور جسمانی

Alsera.T

ضروریات کی آسودگی کیلئے رکھ چھوڑی تھی۔

معترضین جواب دیں:

دوست یا دشمن جو بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی سالمیت یا روحانی برتری میں آپ ﷺ کی شادیوں کی بنا پر شک کرتا ہے، اس پر مندرجہ ذیل سوالات کے اطمینان بخش جوابات دینے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

﴿۱﴾ ...... آپ ﷺ نے دوبار بیوہ ہونے والی معمر خاتون کو جو آپ ﷺ سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ اپنی زوجیت کے لئے کیوں پسند فرمایا۔

﴿۲﴾ ...... آپ ﷺ اپنی پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ کی تا حیات رفاقت پر جو پچیس برس کے طویل عرصہ پر محیط ہے اور جو آپ ﷺ کا عین مرحلہ شباب کا دور تھا، کس طرح قانع اور مطمئن رہے اور دوسری شادی کا خیال تک ذہن میں نہ آیا۔

﴿۳﴾ ...... آپ ﷺ نے ان بے سہارا بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے جو کوئی خاص دلکش یا حسن صورت کی حامل نہ تھیں، کیوں شادیاں کیں۔ جبکہ آپ ﷺ قبائل عرب کی حسین ترین کنواری دوشیزاؤں سے شادی کر سکتے تھے۔

﴿۴﴾ ...... آپ ﷺ نے اتنی عسرت اور تنگی کی زندگی کیوں بسر کی، جبکہ آپ ﷺ خاصی آسودہ حالی اور آرام کی زندگی گزار سکتے تھے۔

﴿۵﴾ ...... آپ ﷺ نے بیشتر نکاح حیات طیبہ کے آخری دور میں کیوں کئے جو کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا مصروف ترین دور تھا۔

﴿۶﴾ ...... اگر نعوذ باللہ آپ ﷺ پر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا تو آپ ﷺ کی اعلیٰ حیثیت اور اخلاقی برتری کا معیاری مقام کس طرح قائم رہ سکتا تھا، اور بھی بہت سے سوالات اٹھائے جا سکتے ہیں۔

بہر حال یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں کہ اسے شہوت پرستی اور خواہشات نفسانی کے بے بنیاد الزامات اٹھا کر حل کیا جا سکے، یہ سنجیدہ اور دیانت دارانہ غور و فکر کا مستحق ہے۔

اسباب:

Alsera.T

ذیل میں ان اسباب و وجوہات کو بیان کیا جاتا ہے جن کی بناء پر نبی اکرم ﷺ نے ایک سے زائد شادیاں کیں۔

﴿۱﴾...... نبی اکرم ﷺ کی متعدد شادیوں/تعدد ازواج کے اسباب و وجوہات اور حکمتوں کے متعلق حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نہایت مدلل انداز میں معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ:

"ہر انسان کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں، کسی کی عملی حالت کا اندازہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ان دونوں رخوں کو بے نقاب کیا جائے، ورنہ اس کے متعلق کسی صحیح نتیجے پر پہنچنے کی امید کرنا امر لا حاصل ہوا کرتا ہے۔ وہ دو پہلو یہ ہیں بیرونی زندگی، یہ زندگی کا وہ حصہ ہے جو انسان لوگوں کے سامنے بسر کرتا ہے۔ اس حصے کے متعلق ہر انسان کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے بکثرت شواہد دستیاب ہو سکتے ہیں۔ دوسرا انسانی زندگی کا وہ پہلو ہے جسے خانگی زندگی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہ حیات انسانی کا وہ حصہ ہے جس سے ایک انسان کی اخلاقی حالت کا صحیح پتہ چل سکتا ہے۔ ہر فرد چاردیواری کے حالات، خانہ داری کے نشیب وفراز، خانگی تعلقات، اور دیگر راز و نیاز کی باتوں کو پردہ راز میں رکھنا چاہتا ہے، کس وجہ سے؟ اس لئے کہ وہ انسانی کمزوریوں کا نقشہ پیش کرنے سے خائف ہے اور اس کی زندگی کا یہ پہلو افراط وتفریط کا ایک کمزور مجموعہ ہوا کرتا ہے۔ پس ایسی صورت میں دنیا کے ہر انسان کی صحیح زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے جو سب سے بہتر کسوٹی ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ اس کے خانگی حالات بھی دنیا کے سامنے اسی آب وتاب کے ساتھ پیش ہو سکیں جس طرح اس کی عام زندگی عوام کے روبرو موجود ہو۔

بس یہی وجوہ تھیں کہ دنیا کے انسان کامل اللہ کے برگزیدہ رسول ﷺ نبیوں کے سردار اور کائنات عالم کے مختار کی حیات طیبہ کا ہر لمحہ بہ تمام وکمال دنیا کے روبرو پیش کیا گیا، آپ ﷺ کی عام اور خانگی زندگی دنیا کو معلوم ہو جائے تاکہ عاشقان حق کے قلوب پر آپ ﷺ کی عظمت وصداقت کا سکہ جم جائے۔ عاشقین صادق اپنی زندگی کے لمحوں کو اس الٰہی سانچے میں ڈھال سکیں اور آنے والی نسلیں آپ ﷺ کی عملی زندگی کو اپنا دستور العمل بنا سکیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات من وعن اس زبردست تحقیق وصحت کے ساتھ دنیا کے سامنے آئے کہ جس کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔

انبیائے سابقین میں سے بھی کسی کی زندگی کے حالات اس تفصیل و تدقیق کے ساتھ دنیا کے

سامنے نہیں آئے کہ انسانی زندگی ہر الجھن اور شعبۂ حیات کے ہر مسئلہ میں ان سے سبق حاصل کر سکے۔

یہ صرف پیغمبر آخر الزماں علیہ الصلاۃ والسلام کا اسوۂ حسنہ ہی تھا جس نے مسلمانوں کو ہر انسانی فلسفہ سے مستغنی بنا دیا، آنحضرت ا کی بیرونی اور خانگی زندگی کے عمل کو سرانجام دینے کے لئے خداوند قدوس نے خاص خاص وسائل اور اسباب مہیا کر دئے، چنانچہ ایسی دو جماعتیں پیدا ہوئیں جنہوں نے اس ضروری امر اور فرض کو ایسی خوش اسلوبی اور احتیاط کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچایا کہ دنیا کے دانشور دیکھ کر دنگ رہ گئے، پہلی جماعت صحابۂ کرامؓ کی تھی اور دوسری حضرات اُمہات المؤمنینؓ کی۔

حکیم الامت مزید فرماتے ہیں کہ: "حضرات صحابۂ کرامؓ کی مقدس جماعت نے صرف آپ ﷺ کی بیرونی زندگی کو بالتفصیل دنیا کے سامنے پیش کیا، لیکن خانگی حالات کا ضروری حصہ دنیا کے روبرو پیش ہونا باقی رہ گیا تھا۔ جس کے بغیر آپ ﷺ کی سیرت ادھوری اور نامکمل رہنے کا اندیشہ تھا اور معترضین کے لئے اعتراضات کی گنجائش باقی رہتی۔ اس کام کے لئے ایسی جماعت کی ضرورت تھی جو تنہائی کے اوقات میں آپ ﷺ کی رفیق ہوتی، جو راتوں کی تاریکیوں میں آپ ﷺ کا ساتھ دیتی۔ چنانچہ ازواج مطہراتؓ نے اس سلسلہ میں وہ خدامات انجام دیں جو خداوند کریم کو اپنے محبوب پاک ا کے اس شعبۂ زندگی کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوئیں اس مبارک جماعت کی بدولت سیرت نبوی ا کا وہ مخفی اور ضروری ذخیرہ دستیاب ہوا جس نے آپ ﷺ کی عظمت اور صداقت پر چار چاند لگا دئے اور حقیقت میں تعدد ازواج کے لئے سب سے بڑا امر جب یہی ضرورت تھی۔ کس کو کیا معلوم ہوتا کہ اللہ کے سچے مرسل اور توحید کے علمبردار آوقات تنہائی کن مشاغل میں گزارتے ہیں، خلوت کی گھڑیاں کن کاموں میں بسر ہوتی ہیں، (۴۹)

ازواج مطہراتؓ نے خاتم النبیین ا کی حیات طیبہ کے اہم حصہ خانگی/گھریلو زندگی کو امت کے سامنے پیش کر کے درحقیقت دین کے نصف حصہ کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا، اگر نبی اکرم ﷺ ایک سے زائد نکاح نہ فرماتے تو دین نامکمل رہ جاتا، ازواج مطہرات کے حجرے درحقیقت امت کی دینی تربیت گاہ اور ازواج مطہراتؓ امت کی امہات اور معلمات تھیں۔ جنہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی، آپ ﷺ کی سیرت و کردار اور دینی تعلیمات کا وہ شعبہ جو خاص عورتوں سے متعلق تھا، بہ تمام وکمال محفوظ کر کے امت کے سامنے پیش کر کے تعلیمات نبوی ا کی ترویج و اشاعت میں قابل ذکر اور اہم کردار ادا

کیا۔

﴿۲﴾ آپ ﷺ کے تعدد ازواج/ایک سے زائد شادیوں کا ایک سبب ان عورتوں کو جن کے شوہر غزوات یا تبلیغ اسلام کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے جام شہادت نوش کر چکے تھے یا دیگر اسباب کی بناء پر وہ عورتیں بیوہ یا مطلقہ ہو گئیں تھیں۔ان کی دادرسی،انہیں تحفظ فراہم کرنا تھا،ان کی دلجوئی کی خاطر آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا جس میں سے بیشتر نے خود آپ ﷺ کے دامن عفت وعصمت میں تحفظ اور پناہ کی خواہش ظاہر کر کے آپ ﷺ کو نکاح کی پیشکش کی تھی۔

﴿۳﴾ نبی اکرم ﷺ نے بعض نکاح سیاسی اسباب کی بناء پر کئے جن کا مقصد دین اسلام کی تبلیغ واشاعت،اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا خاتمہ،اسلام اور مسلمانوں کے دشمن وحریف طبقوں کو اپنا حلیف بنا کر اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے ہر ممکن اقدامات کرنا تھا۔

مشہور عیسائی متعصب سیرت نگار مارگولیتھ (Margolioth D.S) جو سیرت طیبہ پر تنقید اور نکتہ چینی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا،اسے بھی اعتراف ہے کہ آپ ﷺ کی ایک سے زائد شادیوں میں کئی مصلحتیں اور سیاسی وجوہات غالب تھیں۔(۵۰)

☆...... ام المومنین حضرت صفیہ مشہور یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار حی ابن اخطب کی بیٹی تھیں۔حضرت صفیہؓ کی پہلی شادی سلام بن مشکم قرظی سے ہوئی،اس نے طلاق دیدی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آ ئیں،کنانہ جنگ خیبر ۷ ھ میں مقتول ہوا اور یہ گرفتار ہو کر آ ئیں۔رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا،ام المومنین حضرت صفیہؓ سے نکاح سے قبل اسلام اور کفر کے مابین بیشتر جنگوں میں یہود کفار کا ساتھ دیتے رہے تھے۔لیکن ام المومنین حضرت صفیہؓ کے نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں آ جانے کے بعد اسلام اور مسلمانوں سے سخت بغض وعناد اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی سازشوں میں مصروف عمل یہودیوں کا ایک بڑا حصہ غیر جانبدار ہو گیا اور یہود مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک وسہیم نہ ہوئے۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ سے رسالتمآب ﷺ کے اس نکاح کے فوائد اور سیاسی اثرات کا اعتراف مشہور متعصب مستشرق منٹگمری واٹ (Montgomery Watt) کو بھی ہے۔(۵۱)

☆...... اُمّ المومنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان بن حرب اموی قریش کے مشہور

سردار کی صاحبزادی تھیں۔ ابتدائی دعوت اسلام کے موقع پر اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ہمراہ دعوت اسلام پر لبیک کہتے ہوئے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئیں اور حبشہ کی جانب ہجرت ثانیہ کی۔ ان کا شوہر عبیداللہ بن جحش اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گیا۔ مگر ام حبیبہؓ برابر دین اسلام پر قائم رہیں، اختلاف مذہب کی بناء پر عبیداللہ بن جحش سے علیحدگی ہوئی اور بعد ازاں رسالتمآب سے نکاح ہوا۔

ام المؤمنین ام حبیبہؓ کے والد ابوسفیان بن حرب اموی قریش کے مشہور سردار تھے، اسلام سے قبل قریش کے تین اشخاص بہت ذی اثر اور صاحب الرائے تھے، عتبہ، ابوجہل اور ابوسفیان، قریش کا فوجی علم ''عقاب'' ابوسفیان کے پاس رہتا تھا، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مشہور جنگوں میں مشرکین و کفار مکہ کے امیر الجیش و امیر العسکر کے طور پر شریک ہوئے۔

ابن سعد کی روایت کے مطابق ام حبیبہؓ کے نکاح کی خبر ابوسفیان کو مکہ میں ملی، اس وقت وہ رسول اللہ ﷺ کے محارب اور دشمن تھے، مگر اس نکاح کو ناپسند نہیں کیا۔

ام حبیبہؓ اور رسول اللہ ﷺ کے نکاح کے بعد ابوسفیان مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتے نظر نہیں آتے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر ''من دخل دار ابوسفیان فھو امن'' کے الفاظ رسالتمآب کی زبان مبارک سے ان کیلئے ادا ہوتے ہیں۔

"The Life and Times of Muhammad" کا مصنف غیر مسلم سیرت نگار جان بیگٹ (John Bagot) حضرت ام حبیبہؓ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی شادی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''یہ واقعہ ہمارے ذہنوں پر عجیب و غریب اثر کرتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف خاندان اور قبائل کی خواتین سے شادیاں محض اس لئے کیں کہ ان خاندان والوں سے حضور ﷺ کے تعلقات استوار ہوں۔ آپ ﷺ نے خاص طور پر حبشہ کے شہنشاہ کو لکھ کر ام حبیبہؓ کو مدینہ بلوایا۔ اگر آپ ﷺ کا مقصد صرف ایک عورت کا حصول ہی تھا تو ایک سے بڑھ کر ایک حسین و جمیل اور خوبصورت سے خوبصورت لڑکی عرب ہی میں آپ ﷺ کو مل سکتی تھی۔ سینکڑوں خوبصورت لڑکیاں عرب ہی میں موجود تھیں۔ ان ساری پری پیکروں کو چھوڑ کر خاص طور سے ام حبیبہؓ کو جو بیوہ بھی تھیں، حبشہ سے بلوا کر

حضور ﷺ کا شادی کرنا، اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور ﷺ غالباً ام حبیبہؓ کے توسط سے ابو سفیان سے اپنے تعلقات بہتر بنانا چاہتے تھے۔(۵۲)

اس حقیقت کا اعتراف سر ولیم میور کو بھی ہے وہ لکھتا ہے!

''پیغمبر اسلام ﷺ کو توقع تھی کہ ام حبیبہ کے والد ابوسفیان اس طرح (نکاح) سے آپ ﷺ کے مقصد کے قریب تر ہو جائیں گے۔(۵۳)

☆...... ام المؤمنین حضرت جویریہؓ قبیلہ بنومصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی صاحبزادی تھیں۔ان کا خاوند مسافع بن صفوان غزوہ مریسیع / بنومصطلق ۵ ھ میں قتل ہوا۔ اس غزوہ میں بکثرت لونڈیاں اور غلام مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آئے، نبی اکرم ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ انکا قبیلہ بنومصطلق (جس کے سردار انکے والد حارث بن ضرار تھے) انتہائی جنگ جو، طاقتور اور رہزنی اور لوٹ مار میں غیر معمولی شہرت رکھتا تھا۔ اسلام اور کفر کے درمیان معرکہ آرائیوں میں یہ قبیلہ ہمیشہ کفار کے حلیف کے طور پر مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کی صف میں شریک رہا۔

غزوۂ بنومصطلق شعبان ۵ ھ بذات خود اس قبیلہ کے ساتھ پیش آیا، نبی اکرم ﷺ سے ام المومنین حضرت جویریہؓ کے نکاح کے بعد صورتحال یکسر بدل جاتی ہے۔قبیلہ کے بیشتر افراد بشمول سردار قبیلہ حارث بن ضرار کے دائرۂ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں، ڈاکہ زنی اور رہزنی سے تائب ہو جاتے ہیں اور قبیلہ بنومصطلق اور اس کے حلیف قبائل کی حمایت اسلام کے لئے حاصل ہو جاتی ہے۔اور پھر کبھی یہ قبیلہ مسلمانوں کے خلاف صف آرا نظر نہیں آتا۔

جان بیگ (John Bagot) اس نکاح کے سیاسی فوائد اور ثمرات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے!

اس (نکاح) نے بنی مصطلق کو جنگ سے بڑھ کر کامیابی سے اسلام کے لئے جیت لیا۔(۵۴)

☆...... ام المومنین حضرت میمونہؓ رسالتمآب سے نکاح سے قبل مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی کے نکاح میں تھیں، اس سے طلاق کے بعد ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آئیں، اس کے انتقال کے بعد نبی اکرم ﷺ سے نکاح ہوا۔

ام المومنین حضرت میمونہؓ سردار نجد کی بیوی کی بہن تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کے حضرت میمونہؓ سے

Alsera.T

نکاح کی بدولت مسلمانوں کے اہل نجد سے بہتر تعلقات قائم ہوئے، اور نجد کی سرزمین میں دعوت اسلام کی راہ ہموار ہوئی، جبکہ نجد ہی وہ علاقہ تھا جہاں کے لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے نجد کی سرزمین میں دعوت اسلام کے لئے مبلغین ستر ۷۰ حفاظ قرآن لے جا کر دھوکہ سے ان تمام کو شہید کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں اسلام اور مسلمانوں کو اہل نجد سے متعدد مواقع پر فتنہ و فساد کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ لیکن حضرت میمونہؓ سے نکاح کے بعد رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو امن ہو گیا اور نجد کی سرزمین میں اشاعت اسلام کا آغاز ہوا۔

اس نکاح کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ اسلامی تاریخ کے دو عظیم سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر اسلامی فتوحات اور اشاعت اسلام کا ہراول دستہ اور اسلامی تاریخ کے مثالی کردار قرار پائے۔ مغربی سیرت نگار واشنگٹن ارونگ (Irving, Washington) اس نکاح کے فوائد اور اثرات پر تبصرہ یوں کرتا ہے!

> ''یہ نکاح بھی بلاشبہ مصلحتوں پر مبنی تھا، جبکہ میمونا کیاون سال کی بیوہ تھیں مگر اس تعلق سے آپ ﷺ کو دو طاقتور جاں نثار مل گئے، ایک ان بیوہ کے بھانجے اور بہادر سپہ سالار خالد بن ولید، اور دوسرے جاں نثار خالد کے دوست عمرو بن عاص''۔ (۵۵)

﴿۴﴾ نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد شادیوں کا ایک سبب خاندانی، علاقائی، نسلی اور قبائلی عصبیت کا عملاً خاتمہ تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے مختلف قبائل اور خاندان کی عورتوں سے شادی کر کے امت کے سامنے عملی نمونہ پیش کر کے ان تمام لعنتوں کا جو عرب کا سرمایۂ افتخار سمجھی جاتی تھیں، خاتمہ فرما دیا۔

آپ ﷺ نے بزرگی اور تقرب کے تصور پارینہ کو پارہ پارہ اور نسلی اور قومی احساس برتری کے بتوں کو پاش پاش کر دیا، مرتبہ امتیازات مٹ گئے، اختلاف قومیت، تخصیص رنگ و نسل، خاندانی و قبائلی بت فنا ہو گئے۔ آپ ﷺ نے جاہلی کبر و نخوت پر ضرب کاری لگاتے ہوئے انسانی غرور و عصبیت کو کچل کر رکھ دیا، ارشاد فرمایا:

> ''وہ قومیں جو اپنے مردہ آباؤ اجداد پر فخر کرتی ہیں، ان کو اس سے باز آنا چاہئے، وہ جہنم کے کوئلے بن چکے ہیں۔ ورنہ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجاست کے ان کیڑوں سے بھی ذلیل تر ہوں گے جو اپنی ناک سے نجاست کو دھکیلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم سے یقینی طور پر جاہلیت کی عصبیت اور باپ دادا پر فخر کرنے کو مٹا چکے ہیں۔ (۵۶)

ظہور اسلام کے وقت مذاہب عالم اور اقوام و امم پر عصبیت، قومیت، اور علاقائی و قبائلی اثرات چھائے ہوئے تھے، جو انسان کے فکر و نظر پر غالب اور اس کے شعبۂ حیات پر حاوی اور اس کی زندگی کا لازمی عنصر بن کر رہ گئے تھے۔

یہودی اور نصرانی خود کو اللہ کی چہیتی اولاد قرار دیتے تھے، فراعنہ مصر سورج دیوتا کے اوتار کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے، شاہان ایران اپنی رگوں میں خدائی خون کے دعویدار تھے، چینی اپنے شہنشاہ کو آسمان کا فرزند تصور کرتے تھے اور ہندوستان میں سورج بنسی اور چندر بنسی خاندانوں کی نسبت سورج اور چاند سے قائم کی گئی تھی۔ ایرانی اپنے رنگ کے فخر سے اتنے مغلوب تھے کہ وہ حبشیوں اور ہندوؤں کو کوے کہتے تھے۔ عرب اپنی نخوت اور شوکت کے مدنظر ساری دنیا کو عجم یا بے زبان سمجھتے تھے اور ہندوؤں نے طبقاتی تفرق کے لئے ذات پات کا نظام وضع کر رکھا تھا۔

جہاں تک عرب کا تعلق تھا وہاں بھی یہی صورتحال پوری شدت کے ساتھ نظر آتی ہے، عدنانی اور قحطانی قبائل کا باہمی تعصب کچھ اتنا شدید تھا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں بھی ان کے اثرات گہرے تھے، پھر عدنانیوں میں مضر اور ربیعہ کی کشاکش اتنی ہی شدید تھی۔ اسی طرح قریش اور غیر قریش کی کشمکش ایک مستقل مسئلہ تھا اور خود قریش کے اندر بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابتیں قدیم تھیں۔ اس باہمی تعصب نے نہ صرف آپس کی جنگ و خونریزی کو روا رکھا تھا بلکہ نفرت و حقارت کا ایک ایسا سیلاب جاری کیا ہوا تھا جو تھمتا تھا اور نہ رکتا تھا، اس حالت نے عرب قبائل کے اندر انفرادیت پسندی اتنی بڑھا دی تھی کہ ازدواجی تعلقات عموماً قبیلہ کے اندر ہی قائم کئے جاتے تھے۔

رسالتمآب نے صدیوں سے جاری مذاہب و اقوام کی ان جاہلی اور خود ساختہ اقدار و روایات کا مختلف قبائل و اقوام میں شادیاں کر کے عصبیت کا قدیم حصار خاک آلود کر دیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں!

> ''عربوں میں چونکہ قبیلہ داری نظام عام طور پر رائج تھا، لہٰذا رشتہ داری سے زیادہ مؤثر کوئی اور وجہ دوستی اور حلیفی کی نہیں ہو سکتی تھی، چاہے خود یہ بھی کتنی ہی کمزور چیز کیوں نہ ہو۔ لیکن اور اسباب کے مقابلے میں یہ بہرحال زیادہ مستحکم و مستقل مر تھا۔ (۵۷)

نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ جغرافیائی اعتبار سے جزیرہ نمائے عرب کے مختلف قبائل کی نمائندگی کر رہی تھیں، ساتھ ہی اعلیٰ نسب اور بڑے رتبہ والے خاندانوں کے فرد ہونے کی حیثیت سے اہم

Alsera.Tk

اقتدار و اثرات کی حامل تھیں۔ چنانچہ مکہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تعلق بنوتیم سے، حضرت حفصہؓ کا تعلق بنوعدی سے، حضرت ام سلمہؓ کا تعلق بنومخزوم سے، حضرت زینب بنت جحشؓ کا تعلق بنواسد بن خزیمہ سے، حضرت ام حبیبہؓ کا تعلق بنوامیہ سے تھا۔ اور مکہ میں ان سے زیادہ بااثر کوئی خاندان نہ تھا۔

مکہ سے باہر ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ اور حضرت میمونہؓ دونوں کا تعلق یمن کے طاقتور قبیلہ صعصعہ سے تھا۔ حضرت جویریہؓ وسط عرب کے بنی مصطلق کے سرداری اور حضرت صفیہؓ شمالی عرب کے بنونضیر کے سردار کی بڑی صاحبزادی تھیں۔

مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سے زائد شادیاں قبائلی عصبیت کے خاتمہ اور پوری عرب اور مسلمان قوم کو وحدت اسلامی کی لڑی میں پرو کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے راہیں ہموار کرنے کے لئے کیں اور آپ ﷺ کی یہ کوششیں پوری طرح بار آور ثابت ہوئیں۔

﴿۵﴾ نبی اکرم ﷺ کی تعدد ازواج / ایک سے زائد شادیوں کا ایک سبب غیر اسلامی رسوم و رواج کا خاتمہ تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے متبنّیٰ منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہؓ کی مطلقہ حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح کر کے عملاً اس کا خاتمہ کر دیا، دنیا کی مختلف اقوام میں رسم تبنیت رائج تھی، عربوں میں بھی اس فرسودہ رسم کو سماجی و مذہبی سند حاصل تھی، عرب معاشرہ بھی دیگر اقوام کی تابعداری میں رسم تبنیت پر کاربند تھا۔ جس کی رو سے متبنّیٰ (لے پالک / منہ بولا بیٹا) کو حقیقی بیٹے کا مقام دیا جاتا تھا اور متبنّیٰ کی مطلقہ سے نکاح کو حد درجہ معیوب اور ذلت و عار کا باعث سمجھا جاتا تھا۔

عہد جاہلیت کی دیگر فرسودہ روایات اور رسوم و رواج کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ رسم تبنیت کا خاتمہ بھی ضروری تھا، چنانچہ اس معنوئی رسم کے خاتمہ کیلئے مشیت ایزدی کے بموجب خاتم الانبیاء کا انتخاب کیا گیا۔

قرآن کریم نے رسم تبنیت کا بطلان واشگاف الفاظ میں کرتے ہوئے اعلان کیا:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْط ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ط
وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ O اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَ

قْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ۭ (۵۸)

''اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا ہے۔ یہ صرف تمہارے اپنے منہ کی کہی ہوئی بات ہے، اور اللہ حق بات کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔ اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں''۔

نبی اکرم ﷺ کی حضرت زینب بنت جحشؓ کے ساتھ شادی پر مغربی حلقے اور معترضین بالخصوص مستشرقین رنگ آمیزی کر کے اور من گھڑت قصہ پیش کر کے رسالتمآب ﷺ کے دامن عفت و عصمت کو داغدار کرنے میں سب سے آگے نظر آتے ہیں۔

(ا) ...... یہ کہ نعوذباللہ ایک روز محمد ﷺ اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے گھر ان کی غیر موجودگی میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے زینب بنت جحشؓ کو دیکھ کر کہا سبحان اللہ کتنی حسین خاتون ہیں، اور نعوذباللہ انہیں دیکھ کر آپ ﷺ ان پر فریفتہ ہوگئے، زید کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اور محمد ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

معترض حلقوں اور مستشرقین کی کذب بیانی اور بد باطنی کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ یہ ایک ایسا من گھڑت قصہ ہے کہ جس کا ثبوت نبی اکرم ﷺ کی باعفت حیات طیبہ میں نہیں ملتا۔ جمہور مفسرین نے اس قصہ کے موضوع ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ قصہ بے اصل، بے سند اور خلاف عقل بھی ہے۔ اس لئے کہ حضرت زینب بنت جحشؓ، حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور بچپن سے جوانی تک کا زمانہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے بسر ہوا، اگر نعوذباللہ ایسی کوئی بات ہوتی تو آپ ﷺ حضرت زید سے ان کی شادی کیوں کراتے، جبکہ اس شادی پر رسالت مآب ﷺ کا اصرار بھی رہا۔ حضرت زینب کو بچپن سے جوانی تک نبی اکرم ﷺ نے بارہا دیکھا ہوگا، جبکہ یہ امر بھی متعین ہے کہ اس زمانہ میں آیات حجاب بھی نازل نہیں ہوئی تھیں اور پردے کا رواج بھی نہ تھا۔ یہ تمام قرائن مذکورہ قصہ کے موضوع اور مضحکہ خیز ہونے کے لئے کافی ہیں۔ پھر یہ بھی واضح حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے نکاح زید سے قبل حضرت زینب سے شادی کوئی مسئلہ نہ تھا۔

Alsera.T

آپ ﷺ کے لئے اس شادی میں کوئی امر مانع نہ تھا بلکہ خود حضرت زینب اور ان کے ورثاء کے لئے سرمایۂ افتخار بات تھی۔

(۲) دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے متبنّٰی زید کی مطلقہ زینب سے شادی کر کے نعوذ باللہ قابل اعتراض اور باعث عار امر سر انجام دیا۔

اس مسئلے میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا شریعت موسوی میں تو راۃ نے تبنیت کے درست ہونے کیلئے کوئی دلیل فراہم کی ہے یا مسیحیت نے تبنیت کے جواز کو تسلیم کیا ہے؟ نہیں تو راۃ یا انجیل میں ایسی کوئی تعلیم نہیں ملتی۔

معترض حلقوں بالخصوص عیسائیوں کو اس شادی پر بطور خاص اس لئے اعتراض ہے کہ اس کے ذریعہ نہ صرف تبنیت کی رسم کا بطلان ہوا بلکہ ان کے خود ساختہ عقیدۂ تثلیث پر بھی چوٹ پڑتی ہے، وہ بھی باطل قرار پاتا ہے، کیونکہ رسم تبنیت کے خاتمہ کے اعلان کے بعد اسلام نے واشگاف اعلان عام کردیا کہ ایک انسان کو دوسرے انسان کا بیٹا کہنا ایسی حالت میں کہ دونوں کے درمیان خونی رشتہ نہ ہو، بالکل جھوٹ، افتراء اور بہتان ہے، تب ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک انسان کو خدا کا بیٹا کہنا قطعاً وحتماً باطل، صریح افتراء اور بہتان ہے، انسان کو خدا کے ساتھ کوئی مشابہت ہے ہی نہیں، جسم اور روح سے مرکب ہزاروں حاجتوں اور ضرورتوں کا محتاج انسان جو ایک دن پیدا ہو کر پیوند زمین بن جاتا ہے۔ کس طرح اس حیّ و قیوم کا فرزند ہوسکتا ہے۔ جس کی ذات سرمدی ازل سے بھی اوّل اور ابد سے بھی آخر ہے۔ یہی وہ راز اور سبب ہے جس کی بنیاد پر عیسائی حلقے نبی اکرم ﷺ کی اپنے متبنّٰی (حضرت زید کی مطلقہ) حضرت زینب بنت جحش ؓ سے شادی پر معترض اور افتراء پردازیاں کرتے نظر آتے ہیں۔

۞

حوالہ جات

(1) Muir, Sir William/ Muhammad and Islam,London, 1986, P.17, 148

(2) Gibbon, Edward/ The Decline and Fall of the Roman Empire,

New york, Vol II, P.694

(3) Nicholson, R.A/ A Literary History of The Arabs Cambridge University Press, 1914, P.167

(4) Philip Schaff/ History of The Christian Church, New york, 1888. Vol. IV. P. 169.

(5) Bethman, Erich/ Bridge To Islam, London, 1953, P.33

(6) Gustave Weil/ History of The Islamic Peoples, India, 1914, P.18,19

(7) Will Durant/ The Age of Faith, New York, 1950, P. 172, 173

(8) Kritizeck, James/ Peter The Venerable/Muhammad and Islam, Princeton University Press, 1964, P. 137

(۹) ڈاکٹر گستا ؤلی بان/ تمدن عرب صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۷ مترجم سید علی بلگرامی، مطبع مفید عام آگرہ ۱۸۹۶ء

(10) Encyclopedia Britanica,1983 Vol. 7,P-155,

(۱۱) ایضاً حوالہ سابقہ

(۱۲) کتاب مذکور صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ دہلی ۱۹۸۳ء

(۱۳) بحوالہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری/ رحمۃ للعالمین ﷺ، جلد دوم ص ۱۳۸۔ ۱۳۹، دار الاشاعت کراچی، ۱۴۱۱ھ

(14)The Position of Women in Hindu Civilization, P-105

(۱۵) حوالہ سابقہ

(۱۶) البیرونی/ کتاب الہند، صفحہ ۳۴۷، حیدرآباد دکن، ۱۹۵۸ء

(۱۷) ص ۲۲۔۲۳، مطبوعہ مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۹۳ء

(۱۸) کتاب پیدائش ۱۶/۴

(۱۹) کتاب پیدائش ۲۵/۱

(۲۰) کتاب پیدائش ۲۵/۱

(21) Wester Marck/ The Future Marrage in Western Civilization

London, 1936, P-173

(22) Abram Leon Sachar/ A History of The Jews, New York, 1972, P.94

(23) Horper`s Bible Dictionary by Madeleine Smiller Etc P.421

(۲۴) کتاب خروج ۲/۱۳

(۲۵) قاضیون ۱/۱۶

(۲۶) قاضیون ۴/۱۶

(۲۷) کتاب استخناء ۱۰تا ۲/۱۳

(28) Wester Marck/ The Future of Marrage in Western Civilization P-173

(۲۹) کتاب پیدائش ۲۹/۲۳

(۳۰) کتاب پیدائش ۲۹/۳۳

(۳۱) ایضاً کتاب پیدائش ۲۹/۲۸

(۳۲) کتاب پیدائش ۲۹/۲۹

(۳۳) کتاب خروج ۲/۲۱

(۳۴) قاضیون ۱/۱۶

(۳۵) قاضیون ۴/۱۶

(۳۶) کتاب استثناء ۱۰تا ۲۱/۱۳

(۳۷) ۱۔سموئیل ۲۶/۴۳

(۳۸) ۱۔سموئیل ۱۸/۲۷

(۳۹) ۲۔سموئیل ۳۔باب

(۴۰) ۲۔سموئیل ۳، ۱۱/۲۶

(۴۱) ۲۔سموئیل

(۴۲) ۲۔سموئیل ۲۰/۳۰

(۴۳) ۲۔سموئیل ۵/۱۳

(۴۴) سلاطین ۱۱/۳

(۴۵) تواریخ ۱۱/۲۱

(۴۶) محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ/ ناموس رسول ﷺ اور قانون توہین رسالت، صفحہ ۲۷، مطبوعہ الفیصل، لاہور ۱۹۹۴ء

(47) John Davenport/ An Apology for Muhammad And The Kuran, Lahor, 1975, P.25,26

(۴۸) محمد رسول اللہ ﷺ ص ۳۰۷، ۳۰۸، ترجمہ کتاب مذکور، سٹیزن پبلشرز کراچی

(49) Lane Pool, Stanley/ Studies in A Mosque, 1966, P. 77,

(50) On Heroes, Hero- Worship and Heroic in History, London, 1965

(۵۱) مولانا اشرف علی تھانوی/ کثرت الازواج لصاحب المعراج صفحہ ۳/۵، مطبوعہ دہلی

(52) Margolioth D.S/ Encyclopedia of Religion And Ethics, Edenburg, 1967, Vol. viii . P.878,

(53) Watt, W. Montgomery/ Mohammad at Madina, Oxford, 1956, P.288,

(۵۴) محمد رسول اللہ ﷺ ص ۴۰۴، ترجمہ: The Life and Times of Muhammad

(55) Muir, Sir William/ The Life of Mahomet, London, 1861. Vol iv, P.59,

(56) John Bagot/ The Life And Times of Muhammad, New York, 1971, P.263

(57) Irving, Washington/ The Life of Mahomet, London, 1949, P.160, 161,

(۵۸) مشکوٰۃ باب المفاخرۃ، صفحہ ۴۱۷، نور محمد اصح المطابع کراچی

(۵۹) ڈاکٹر محمد حمید اللہ/ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۳۱۶، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۸۸ء

(۶۰) الاحزاب ۳۳، ۴-۵